بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نظرات

رمضان کی آمد مبارک ہو! اللہ تعالی نے امت مسلمہ کو اپنی بارگاہ میں عبادات و اعمال صالحہ کی نذر پیش کرکے اس کی رحمت ورأفت طلب کرنے کے جو مواقع عطا کیے ھیں ان میں رمضان کے روزے اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے منفرد حیثیت کے مالک ھیں ۔ ایک سال کے بعد مسلمانوں کو آج یہ موقع پھر نصیب ہوا ہے کہ وہ تطہیر قلب اور تزکیہ نفس کے اس یک ماھا دورِ ریاضت سے مستفیض ہو کر اپنے لئے دنیا و آخرت کی برکتیں سمیٹیں ۔ خوش نصیب ھیں وہ جنھیں اس کی توفیق ارزانی ہوئی ۔

---

یہ حسن اتفاق بھی ہے اور فال نیک بھی کہ رمضان سے فکر و نظر کی نئی جلد شروع ہوتی ہے۔ اسی سال محرم میں نئی صدی ھجری اور نئے سال کے آغاز پر ہم نے قمری تقویم کے حساب سے فکر و نظر کی اشاعت کا اہتمام کیا تھا ۔ ابتدائے کار ھی سے فکر و نظر کا نیا سال جولائی میں شروع ہوتا آیا ہے۔ زمانی مطابقت کی یہ کتنی اچھی مثال ہے کہ جولائی اور رمضان کے مہینے ایک ساتھ شروع ہوئے ۔ اب آئندہ ھماری نئی جلد رمضان سے شروع ہوا کرے گی اور اس کے ساتھ ھی جولائی سے بھی ۔ اگر چہ تین سال کے بعد یہ مطابقت باقی نہیں رھے گی ۔ قمری اور شمسی تقویموں میں سال میں دس دن کا جو فرق واقع ہوتا ہے اس کی وجہ سے ایسا ہونا ناگزیر ہے۔

شعبان / جون میں فکر و نظر نے اپنی عمر کے ۱۸ سال پورے کر لیئے ۔ رمضان / جولائی سے اس کی انسیویں جلد شروع ہوتی ہے۔ ایک سال میں بارہ مہینوں کے بارہ شمارے ہوتے ھیں لیکن اٹھارھویں جلد رد و بدل کی وجہ سے کل

۱۳ شماروں پر مشتمل ہے۔ اسی لئے تیرھویں شمارے پر ۱۲ ۔ الف کا عدد درج کیا گیا ہے۔ آئندہ چونکہ فکر و نظر کی اشاعت میں ھمارے کیلنڈر کی بنیاد ھجری تقویم پر ہو گی اس لئے اس کا سال اور جلد رمضان سے شروع ہو کر شعبان پر تمام ہوا کریں گے ۔ البتہ شمسی مہینوں میں سال بہ سال فرق ہوتا رھے گا ۔ مگر اس کی وجہ سے ھمارے ماہ و سال کے حساب میں کوئی الجھن نہیں پیدا ہوگی ۔

---

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت نے دینی مدارس کے فارغ التحصیل سند یافتہ فضلاء کو عربی اور اسلامی علوم میں سرکاری جامعات کے ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی درجہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ اس فیصلے کی رو سے دینی مدارس سے تکمیل کی سند حاصل کرنے والے افراد آئندہ فقط اپنی اس سند کی بنیاد پر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں براہ راست لکچرر شپ کے امیدوار ہو سکیں گے اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے داخلہ بھی لے سکیں گے ۔ پاکستان کے محکمہ تعلیم کا یہ ایک نہایت مستحسن فیصلہ ہے ۔ اس فیصلے پر عملدر آمد سے جہاں دور استعمار کی نا مبارک یادگار ایک صریحاً نا انصافی اور دھاندلی کا خاتمہ ہوگا وھاں سرکاری تعلیمی اداروں میں عربی اور اسلامی علوم کے شعبوں کو بہتر بلکہ فائق تر اساتذہ مہیا ہو سکیں گے جس کے بعد یقیناً ان شعبوں کی حالت سنورے گی ۔ اس اصلاحی اقدام کے اس خوش آئندہ پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جہاں اس سے دینی مدارس کے علماء کو معاش کے بہتر مواقع میسر آئیں گے وھاں ھماری درسگاھوں کا تعلیمی معیار بھی بلند ہوگا جس کا مجموعی اثر بہر حال خوشگوار ہوگا ۔ اب تک جو طریق کار رائج رہا ہے اس میں ان فضلاء کو عربی اور اسلامی علوم کی تحصیل میں عمریں کھپانے کے بعد پہلے انہی مضامین میں درجہ بدرجہ عالم فاضل کے اورینٹل امتحانات دینے پڑتے تھے اس کے بعد صرف انگریزی میں درجہ بدرجہ میٹرک ایف اے اور بی اے پاس کرنا ہوتا تھا ۔ یہ ہفت خواں طے کرنے کے بعد کہیں جا کر انہیں اس قابل سمجھا جاتا تھا کہ وہ

عربی اور اسلامیات کے ایم اے میں داخلہ لینے کے اہل ہیں ۔ یہ ستم ظریفی ہمارے تعلیمی نظام میں ایک مدت دراز تک روا رکھی گئی ۔ اگر یہ موجودہ تبدیلی انداز فکر میں صحتمند مثبت تبدیلی کا نتیجہ ہے تو ہمارا مشورہ ہے کہ جرأت سے کام لیکر ایک قدم اور آگے بڑھائیں اور کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ان مضامین میں سند فراغت حاصل کرنے والے ایم ایز اور پی ایچ ڈیز کو درس و تدریس کی ذمہ داریاں سونپنے یا کوئی علمی اور تحقیقی کام تفویض کرنے سے پہلے ان پر لازم کیا جائے کہ وہ دینی مدارس کے امتحانات پاس کریں ۔ اور جب تک وہ یہ مرحلہ کامیابی کے ساتھ نہ طے کر لیں انہیں عملی میدان میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی جائے ۔ ان خاص مضامین کی حد تک علمی اور تعلیمی اداروں میں معیار کی یکسانیت قائم کرنے کے لئے یہ انتہائی ضروری ہے اس لئے کہ ان مضامین میں ان دو تعلیمی نظاموں سے آئے ہوئے اساتذہ کے علمی اور تعلیمی معیار مین اتنا بُعد اور تفاوت ہوتا ہے کہ کسی طور ان کو ایک سطح پر نہیں لایا جا سکتا ۔

اس سلسلے میں دینی مدارس کی درجہ بندی بھی ضروری ہے ۔ باقاعدہ معائنہ اور تحقیق کے بعد ان مدارس کا مرتبہ متعین کئے بغیر آنکھ بند کرکے محض ان کی سندوں پر انحصار کیا گیا تو بھی اندیشہ ضرر سے خالی نہیں ۔ ہر دینی مدرسہ اس کا اہل نہیں ہو سکتا کہ اس کے سند یافتہ کو ایم اے تصور کیا جائے ۔ نصاب ، مدت درس اور معیار تعلیم کو دیکھے بغیر کسی مدرسے کو یہ حق نہ دیا جائے ورنہ اس سے بھی اسی طرح غلط بخشی اور نقصان کا خطرہ ہے ۔ ہمارے مدارس کا مزاج بھی اشتہاری ہو گیا ہے ۔ موجودہ دور میں کسی مسجد کے ایک حجرے پر جامعہ فلاں کا بورڈ آویزاں نظر آنا کوئی غیر ممکن بات نہیں رہی ۔

حکومت نے یہ فیصلہ کرکے صحیح سمت میں ایک صحیح قدم اٹھایا ہے ۔ امید ہے کہ اس کے اچھے نتائج نکلیں گے بشرطیکہ صحیح طریقے پر اس کا نفاذ ہوا ۔

(مــــــدیـــــر)